مُردے سنتے اور جانتے ہیں

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ!

اما بعد! فقیر اویسی غفرلہ نے "مردے سنتے جانتے ہیں" پر ایک مستقل تصنیف لکھی ہے، لیکن چونکہ اس موضوع پر ایک رسالہ نظر سے گزرا، اس کا ترجمہ حاضر ہے، مع حواشی۔ یہ رسالہ "الحاوی للفتاوی" میں مطبوعہ (چھپا ہوا) ہے۔[1] یہ رسالہ خاتم المحدثین، حافظ العصر، علامۃ الدہر، مولانا شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، مسمّاہ بہ (جس کا نام ہے): " اللُّمْعَةُ فِي أَجْوِبَةِ الْأَسْئِلَةِ السَّبْعَةِ "ممدوح (یعنی امام سیوطی رحمہ اللہ) نے رسالہ ہٰذا (اسی رسالے) میں سات سوالات مُفصّلہ ذیل (نیچے تفصیل سے دیے گئے) کے جوابات احادیث سے دیے ہیں۔

سوال ۱: مردے زیارت کرنیوالوں کی زیارت سے واقف ہوتے ہیں یا نہیں؟

سوال ۲:: زندوں کے حالات کی اُن کو خبر ہے یا نہیں ؟

سوال ۳:: آدمیوں کی بات سنتے ہیں یا نہیں؟

سوال ۴:: مرنے کے بعد ارواح کہاں ہوتی ہیں؟

سوال ۵:: مردے ایک دوسرے کو دیکھتے اور ملاقات کرتے ہیں۔ یا نہیں ؟

سوال ۶:: شہید سے قبر میں سوال ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال ۷:: بچوں سے قبر میں فرشتے سوال کرتے ہیں یا نہیں؟[2]

علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ یہ ضروری مسائل ہیں۔ ان کی ضرورت زیادہ ہے۔ علماء نے ان مسائل کی نسبت ایسا کلام نہیں کیا جس سے دل کی تسلی ہو جائے اور میں ان شاء اللہ تعالیٰ احادیث و آثار جو ان مسائل کے متعلق ہیں رسالۂ ہذا میں جمع کرتا ہوں ۔

جواب: ۱[3]

(اس امر کا کہ مردے زیارت کرنے والوں کی زیارت سے واقف ہوتے ہیں یا نہیں؟، یہ ہے کہ البتہ مردے زیارت کرنیوالوں کی زیارت سے واقف ہوتے ہیں۔)

۱۔ اِس لیے کہ اِبنِ ابی الدّنیا نے کتاب القبور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا[4] سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے: "نہیں کوئی شخص جو اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور اُس کی قبر پر بیٹھے مگر وہ مردہ خوشحال ہوتا ہے اور اُنس کرتا ہے۔ سلام کا جواب دیتا ہے۔ جب تک کہ زیارت کرنے والا اٹھ کر اُس سے جُدا نہ ہو۔[5]

---

1) الحاوی للفتاوی، کتاب البعث، مبحث المعاد، اللُّمْعَةُ فِي أَجْوِبَةِ الْأَسْئِلَةِ السَّبْعَةِ، 205/2، دار الفکر، بیروت۔لبنان، عام النشر 1424ھ

2) ان میں چھ سوالات وہی ہیں جو دور حاضرہ میں وہابیوں اور دیوبندیوں کے عقائد ہیں انکے جوابات وہی ہیں جو اہلسنت کے عقیدے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ اہلسنت بریلوی اپنے اسلاف کے عقائد پر ہیں اور وہابی دیوبندی بدعتی ہیں۔

3) اس جواب میں جس قدر احادیث ہیں یہ سب کسی قدر اختلافِ کلمات کے ساتھ شرح الصدور میں موجود ہیں۔

4) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مشہور ہے کہ آپکو سماع موتی کا انکار تھا لیکن بعد کو رجوع فرمالیا۔ محدثین کرام نے آپکے رجوع پر اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے بایں معنی کہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی اپنے موقف کے خلاف جب کوئی روایت کرے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے سابق موقف سے رجوع کر لیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

5) کتاب الروح، الْمَسْأَلَة الأولى وَهِي هَل تعرف الْأَمْوَات زِيَارَة الْأَحْيَاء وسلامهم أم لَا، ص 5، دار الکتب العلمیۃ۔بیروت

۲۔اِبنِ عبد البر نے "کتاب استذکار و تمہید" میں عبد اللہ[6] بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:"نہیں کوئی شخص کہ اپنے مومن بھائی کی قبر پر گزرے جس کو دنیا میں پہچانا ہو۔اور اُس کو سلام کہے، مگر مردہ اُس کو پہچانتا ہے اور اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔[7](اس حدیث کی ابو محمد عبد الحق نے تصحیح کی ہے۔)

۳۔اِبنِ ابی الدنیا نے "کتاب القبور" باسنادِ متصل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی مرد اُس شخص کی قبر پر گزرے جس کو دنیا میں پہچانتا ہے اور سلام کہے۔مردہ سلام کا جواب دیتا ہے اور اُس کو پہچانتا ہے اور جو ایسے شخص کی قبر پر گزرے جس کو دنیا میں نہ پہچانتا ہو۔مردہ سلام کا جواب دیتا ہے۔[8]

۴۔روایت کی ابن الدنیا نے محمد بن واسع سے کہ فرمایا:"مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ بلاشبہ جمعہ کے دن اور جمعہ سے ایک دن پہلے ایک دن بعد مُردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں۔

۵۔روایت کی ہے ضحّاک سے کہ فرمایا:"جو شخص شنبہ (ہفتہ) کے دن آفتاب نکلنے سے پہلے کسی قبر کی زیارت کرے، مردہ اُس سے خبردار (واقف، آگاہ) ہوتا ہے۔"لوگوں نے ضحاک سے پوچھا:"اس کا سبب کیا ہے؟"فرمایا:"جمعہ کے دن قُرب (نزدیکی) اور اِتّصال (روحانی رابطہ) زیادہ ہوتا ہے۔"[9]

جواب ۲

(اس امر کا کہ زندوں کے حالات سے مردوں کو خبر ہوتی ہے یا نہیں؟)

یہ ہے کہ بلاشُبہ مُردے زندوں کے حالات جانتے ہیں اِس لیے کہ

۱۔ امام اَحمد بن حنبل نے متصل اسناد کے ساتھ اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:بیشک تمہارے اعمال تمہارے اَقرباء (قریبی رشتہ داروں) مُردہ اور عزیزوں متوفی (فوت شدہ) کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، اگر اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں۔اور جو برے ہوں تو خدا تعالٰی سے دعا کرتے ہیں کہ تم مرنے سے پہلے سیدھے راستے پر آجاؤ اور ہدایت حاصل کرو جیسے ہم نے ہدایت پائی تھی۔[10]

۲۔ ابو داؤد طیالسی (رحمۃُ اللہِ علیہ)[11] اپنی مسند میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لاتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: بیشک تمہارے اعمال (نیک یا بد کام) تمہارے عزیزوں اور اَقرباء (قریبی رشتہ داروں) کے سامنے ان کی قبروں میں پیش کیے جاتے ہیں۔اگر اچھے ہوں تو وہ بشارت (خوشخبری) پاتے ہیں، خوش ہوتے ہیں۔اور جو برے ہوں تو کہتے ہیں: یا اللہ! ان کو اپنی عبادت کی توفیق دے۔[12]

---

6) ان روایات کو یوں سمجھئے کہ عالم برزخ کے اُمور عالمِ دنیا سے جدا ہیں۔اسی لیے وہاں درمیانی حجابات حائل نہیں ہوتے ورنہ قبر کے اندر والا باہر کی اشیاء کو کیسے دیکھ اور سن سکتا ہے۔اس فرق کو یاد رکھیئے۔

7) الاستذکار، کتاب الطھارۃ، باب جامع الوضوء، 185/1، دار الکتب العلمیۃ۔بیروت، الطبعۃ الاولٰی 1421ھ

شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، فصل فیہ فوائد، باب زیارۃ القبور وعلم الموتی بزوارھم ورؤیتھم لھم، ص201، دار المعرفۃ–لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1417ھ 1996م

8) کتاب الروح، الْمَسْأَلَة الأولی وَهِي هَل تعرف الْأَمْوَات زِيَارَة الْأَحْيَاء وسلامهم أم لَا، ص5، دار الکتب العلمیۃ۔بیروت

9) کتاب الروح، الْمَسْأَلَة الأولی وَهِي هَل تعرف الْأَمْوَات زِيَارَة الْأَحْيَاء وسلامهم أم لَا، ص6، دار الکتب العلمیۃ۔بیروت

10) مسند امام احمد، مسند المکثرین من الصحابۃ، مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، 114/20، الحدیث 12683، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولٰی 1421ھ

11) اس باب کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ارواح برزخ میں مقید نہیں اہلسنت کے نزدیک ارواح کو دنیا میں آنے جانے کی اجازت ہوتی ہے صرف دنیا کے امور میں انہیں کوئی دخل نہیں ہوتا۔بطور کرامت بعض مواقع بعض امور میں دخل ہوتا بھی ہے۔(تفصیل مطولات میں ہے۔)

12) مسند ابی داود الطیالسی، ما اسند جابر بن عبد اللہ الانصاری، الافراد عن جابر، 340/3، الحدیث 1903، دار ھجر۔مصر، الطبعۃ الاولٰی 1419ھ

۳۔ روایت کی طبرانی نے أوسط میں متصل اسناد کے ساتھ اَبو اَیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ [13] سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: بیشک جب مؤمن کی روح کو قبض کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے بندے، رحمت والے (یعنی فرشتے)، اس کی پیشوائی (استقبال) کو آتے ہیں، جیسا کہ دنیا میں خوشخبری دینے والے کے پاس آیا کرتے ہیں۔ پس کہتے ہیں: جلدی نہ کرو تا کہ آرام پاؤ، اس واسطے کہ وہ بہت محنت اور تکلیف سے کھینچے ہوئے آیا ہے۔ اس کے بعد اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں آدمی نے کیا کیا اور فلاں عورت نے اپنے خاوند کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ (یعنی اپنے واقفوں کے تمام حالات دریافت کرتے ہیں) اور جب دریافت کرتے ہیں اس شخص کا حال جو فوت ہو چکا ہے، کہتا ہے: مجھ سے پہلے مر گیا۔ پس وہ پڑھتے ہیں: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وہ دوزخ میں گیا جو اس کی اصل تھی، بہت بُرا ٹھکانا اور نہایت خراب جگہ ہے۔ اور فرمایا ہے: تمہارے اعمال تمہارے ان اقارب اور رشتہ داروں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، جو اہلِ آخرت میں نیک عمل سے خوش ہوتے ہیں، بشارت پاتے ہیں، اور کہتے ہیں: یا اللہ! یہ تیرا ہی فضل و رحمت ہے، اس پر پوری رحمت کرنا تا کہ اسی پر اس کی موت ہو۔ اور جب گنہگاروں کے عمل پیش کیے جاتے ہیں، تو کہتے ہیں: اے پروردگار! اس کو نیک کام کی توفیق دے کہ تیرے قرب و رضامندی کا سبب ہو۔ [14]

۴۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب منامات (خوابوں کے متعلق کتاب) میں ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: تمہارے عمل (نیک یا بد کام) تمہارے مردوں (فوت شدگان) کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر وہ اچھے عمل دیکھتے ہیں تو خوشحال (خوش اور مطمئن) ہوتے ہیں، اور جو برے عمل (گناہ یا خطا والے کام) دیکھتے ہیں، کہتے ہیں: "اے اللہ! اس کو توبہ کی توفیق دے اور سیدھے راستے پر چلا۔" [15]

۵۔ روایت کیا حکیم ترمذی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: "پیش کیے جاتے ہیں اعمال دوشنبہ (پیر) اور جمعرات کو خدا تعالیٰ کے سامنے، اور انبیاء کے سامنے، اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے دن۔" پس نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں۔ ان کے چہروں کی سفیدی اور چمک (نور و خوشی) زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ حال ہے تو خدا سے ڈرو اور اپنے گناہوں کے سبب اپنے مردوں کو رنج (تکلیف یا اذیت) نہ پہنچاؤ۔ [16]

۶۔ روایت کیا ابن ابی الدنیا نے کتاب منامات میں متصل اسناد کے ساتھ نعمان بن بشیر سے کہ فرمایا: سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرماتے تھے: "ڈرو خدا سے اپنے بھائیوں کے حق میں جو مردہ ہیں، تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں۔" [17]

۷۔ نیز متصل اسناد کے ساتھ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "اپنے مردوں کو رسوا نہ کرو اپنے اعمال کی برائی سے، اس لیے کہ تمہارے اعمال تمہارے اقارب (قریبی رشتہ داروں)، عزیز مردوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔" [18]

---

13) حضرت ابو ایوب انصاری مشہور صحابہ سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کے وقت مدینہ منورہ میں پہنچے ان کے گھر میں نزول اجلال فرما کر قیامت تک انکی اولاد کو اعزاز و افتخار بخشا ۵۱ھ میں وقت جہاد روم وفات پائی۔ ان کی قبر شریف کی برکت سے مریض بحکم اللہ شفا پاتے ہیں یہ سلسلہ ان کے وصال سے تا حال پھر تا قیامت جاری ہے اور رہیگا۔ (ولكن الوهابيون لا يعقلون)

14) المعجم الاوسط للطبرانی، باب الالف، مَنِ اسْمُهُ: احمد، 53/1، الحديث 148، دار الحرمين - القاهرة، عام النشر 1415ھ

15) المنامات لابن ابی دنیا، عرض أعمال الأحياء على الأموات، ص9، الرقم 4، مؤسسة امكتبة الثقافية - بيروت، الطبعة الاولیٰ 1413ھ

16) نوادر الاصول فی احادیث الرسول، الأَصْل السَّابِع وَالسِّتُّونَ وَالْمِائَة، 259/2، دار الجيل - بيروت

17) المنامات لابن ابی دنیا، عرض أعمال الأحياء على الأموات، ص5، الرقم 1، مؤسسة مكتبة الثقافية - بيروت، الطبعة الاولیٰ 1413ھ

18) المنامات لابن ابی دنیا، عرض أعمال الأحياء على الأموات، ص6، الرقم 2، مؤسسة مكتبة الثقافية - بيروت، الطبعة الاولیٰ 1413ھ

۸۔ نیز روایت کیا ہے ہلال بن ابی الدرانے کہ فرماتے تھے: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میرا بھائی خالد بن عبد اللہ بن رواحہ قیامت کے دن مجھ سے ناراض نہ ہو۔" اور نیز روایت کیا عبد الوہاب بن مجاہد سے، انہوں نے اپنے باپ سے کہ فرمایا: "بشارت پاتا ہے باپ بیٹے کی نیکی سے جب کہ باپ کے مرنے کے بعد وہ نیک ہو۔ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔"[19]

جواب ۳

(اس امر کا کہ آدمیوں کی بات سنتے ہیں یا نہیں اور جو کچھ ان کے حق میں کہتے ہیں اُن سے خبر دار ہوتے ہیں یا نہیں)

یہ ہے کہ مردے (فوت شدہ انسان) سنتے اور جانتے ہیں، اِس لیے کہ

۱۔ امام اَحمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنی **مسند** میں متصل اسناد کے ساتھ اَبو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "البتہ مردہ جانتا ہے اُس کو جو اس کو نہلاتا ہے، اور جو اُٹھاوے، اور جو قبر میں رکھے۔[20]" اس حدیث کو طبرانی نے **اوسط** میں اَبی سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے دوسرے اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔[21]

۲۔ ابن ابی الدنیا وغیرہ نے مختلف اسناد کے ساتھ عمر بن دینار، بکر بن عبد اللہ المُزنی، سفیان ثوری وغیرہ سے اسی مضمون کو روایت کیا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے متصل اسناد کے ساتھ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا: "مردہ کی روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، جبکہ مردہ کو غسل دیتے ہیں۔ وہ فرشتہ ہمراہ قبر کی طرف جاتا ہے، اور جب قبر میں رکھتے ہیں، قبر میں چلا جاتا ہے، پس اس وقت مردہ کو خطاب کیا جاتا ہے۔"[22]

۳۔ دوسری روایت عبد الرحمن بن ابی لیلی سے لائے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "روح فرشتے کے ہاتھ میں ہے جو جنازے کے ہمراہ جاتا ہے، اور کہتا ہے اُس کو جو اس کے حق میں کہتے ہیں۔ جب قبر پر پہنچا، روح کو میّت کے ہمراہ دفن کرتا ہے۔[23]"[24]

جواب ۴

(اس امر کا کہ مرنے کے بعد ارواح کہاں ہوتی ہیں؟)

یہ مسئلہ تمام مسائل سے زیادہ مشکل ہے اور مجھ کو جہاں تک معلوم ہے پورا بیان کروں گا۔

۱۔ روایت کیا ہے امام مالک نے اپنے اسناد کے ساتھ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا: "بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ مومن کی روح پرندہ معلق (لٹکی ہوئی یا آزاد) ہے بہشت کے درختوں میں، جس روز خدا تعالیٰ زندہ کرے گا، اس کو جسم میں اس کے لوٹا دے گا۔[25]" یہ حدیث صحیح ہے۔ امام احمد بن حنبل بھی اس حدیث کو اپنی **مسند** میں، امام شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ سے، اور وہ امام مالک رحمۃُ اللہِ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔[26]

---

19) المنامات لابن ابی دنیا، عرض أعمال الأحیاء علی الأموات، ص9، الرقم 4، مؤسسة مکتبة الثقافیة۔ بیروت، الطبعة الاولیٰ1413ھ

20) مسند امام احمد، مسند المکثرین من الصحابة، مُسْنَدُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، 143/18، الحدیث 11601، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولیٰ 1421ھ

21) المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، مَنِ اسْمُهُ: مُحَمَّدٌ، 257/7، الحدیث 7438، دار الحرمین۔ القاهرة، عام النشر 1415ھ

22) المنامات لابن ابی دنیا، من أحوال الروح بعد خروجها، ص11، الرقم 7، مؤسسة مکتبة الثقافیة۔ بیروت، الطبعة الاولیٰ1413ھ

23) المنامات لابن ابی دنیا، من أحوال الروح بعد خروجها، ص13، الرقم 8، مؤسسة امکتبة الثقافیة۔ بیروت، الطبعة الاولیٰ1413ھ

24) یہ اسکے منافی نہیں کہ روح علیین یا سجین میں ہوتی ہے اس لیے کہ دفنانے کے بعد روح اپنے مقر میں چلی جاتی ہے جسکی تفصیل آرہی ہے۔ ہاں اسکے بعد روح کا جسم سے تعلق رہتا ہے اور انبیاء کی ارواح اجسام مبارکہ میں واپس لوٹی جاتی ہے۔

25) موطا الامام مالک، کتاب الجنائز، باب جامع النجائز، 240/1، الحدیث 49، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان، عام النشر: 1406ھ

26) مسند امام احمد، مسند المکثرین، بَقِيَّةُ حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ، 57/25، الحدیث 15777، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولیٰ 1421ھ

۲۔ روایت کیا امام احمد [27] اور طبرانی نے کبیر میں [28] اسنادِ حسن کے ساتھ اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا سے، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے: "کیا ہم مرنے کے بعد ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں [29] اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں؟" پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "مومن کی ارواح معلق پرندہ (یعنی آزاد اور سیر کرنے والی شکل میں) ہے بہشت کے درختوں میں قیامت کے دن تک، پھر آجاوے گی، ہر ایک روح اپنے جسم میں۔"

۳۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: شہیدوں کی روحیں خدا تعالیٰ کے پاس سبز پرندوں میں ہوتی ہیں، بہشت کی نہروں میں جہاں چاہتی ہیں پھرتی ہیں، پھر آتی ہیں اور عرش کے نیچے قندیلوں میں جگہ پکڑتی ہیں۔ [30]

۴۔ روایت کیا امام احمد [31]، ابو داؤد [32] اور حاکم نے [33] صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہارے ہمراہی جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں میں رکھ دیا۔ وہ بہشت کی نہروں میں آتی ہیں، بہشت کے میوے کھاتی ہیں، اور عرش کے نیچے سونے کے قندیلوں میں جگہ پکڑتی ہیں۔"

۵۔ روایت کیا امام احمد [34] اور عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، [35] اور طبرانی [36] نے صحیح اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "بہشت کی ندی کے کنارے پر سبز قبہ میں شہید رہتے ہیں، اور صبح و شام بہشت سے ان کا رزق آتا ہے۔"

۶۔ روایت کیا بیہقی [37] و طبرانی [38] نے صحیح اسناد کے ساتھ عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے: جب کعب نے کہا: "خدا تعالیٰ تمہیں بخشے اے اُمِّ بشر، میں اس سے مشغول ہوں گا کہ کس کو سلام پہنچاؤں۔" پس اُمِّ بشر نے کہا: "کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: بیشک مومن کی روح بہشت میں پھرتی ہے، جس جگہ چاہتی ہے۔ اور کافر کی روح سجّین میں ہوتی ہے؟" کہا: "البتہ میں نے سنا ہے۔" جواب دیا: "میری مراد یہی تھی۔" [39]

---

27) مسند امام احمد، مِنْ مُسْنَدِ الْقَبَائِلِ، وَمِنْ حَدِيثِ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، 383/45، الحديث 27387، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولىٰ 1421ھ

28) المعجم الكبير للطبرانی، مسند النساء، باب الفاء، دُرَّةُ بِنْتُ مُعَاذٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، 438/24، الحديث 1072، مكتبة ابن تيمية۔القاهرة، الطبعة الثالثة

29) واضح ہو ارواح کے مقام میں احادیث مختلفہ وارد ہوئی ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ اختلافات بہ سبب تفاوت مراتب کے ہے ارواح انبیاء اعلیٰ علیین میں ہیں ۔ ارواح شہدا سبز پرندوں میں بہشت میں، بعض ارواح جنت کے دروازہ پر، بعض ارواح قبر میں گویا محبوس ہیں۔ بعض آگ کے تنور میں جلتی ہیں جیسے زناکاروں کی بابت آتا ہے۔ مگر سب کو جسم سے تعلق ہے۔ ثواب کی راحت یا عذاب کی تکلیف اٹھاتی ہیں۔ شرح الصدور۔

30) صحيح مسلم، كتاب الامارة، بَابُ فِي بَيَانِ أَنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي الْجَنَّةِ، 38/6، الحديث 1887، دار الطباعة العامرة۔ترکیا، عام النشر: 1334ھ

31) مسند امام احمد، وَمِنْ مُسْنَدِ بَنِي هَاشِمٍ، مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، 218/4، الحديث 2388، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولىٰ 1421ھ

32) سنن ابی داود، كتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة، 174/4، الحديث 2520، دار الرسالة العالمية، الطبعة الاولىٰ 1430ھ

33) المستدرک للحاکم، كتاب الجهاد، 97/2، الحديث 2444، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة الاولىٰ 1411ھ

34) مسند امام احمد، وَمِنْ مُسْنَدِ بَنِي هَاشِمٍ، مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، 220/4، الحديث 2390، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولىٰ 1421ھ

35) المنتخب من مسند عبد بن حميد، مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، ص 231، الحديث 721، مؤسمكتبة السنة۔القاهرة، الطبعة الاولىٰ 1408ھ

36) المعجم الاوسط للطبرانی، باب الالف، مَنِ اسْمُهُ: احمد، 45/1، الحديث 123، دار الحرمين۔القاهرة، عام النشر 1415ھ

37) البعث و النشور للبيهقی، بَابُ مَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْجَنَّةَ، ص 153، الحديث 205، مركز الخدمات۔بيروت، الطبعة الاولىٰ 1406ھ

38) المعجم الكبير للطبرانی، باب الكاف، بَابُ مَنْ يُعْرَفُ مِنَ النِّسَاءِ بِالْكُنَى لِمَنْ لَمْ يَكْتُبْهُ إِلَيْنَا أَسْمَاؤُهُنَّ، أُمُّ بِشْرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ، 104/25، الحديث 272، مكتبة ابن تيمية۔القاهرة، الطبعة الثانية

39) الحاوي للفتاوي، مبحث المعاد، اللمعة في أجوبة الأسئلة السبعة، 208/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م

۷۔ روایت کیا طبرانی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارواحِ مومنین کا حال پوچھا گیا۔ فرمایا: "سبز پرندوں میں ہوتی ہیں، اور وہ پرندے بہشت میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں۔" پوچھا: "یارسول اللہ! کافروں کی ارواح کہاں ہوتی ہیں؟" فرمایا: "سجّین میں محبوس ہوتی ہیں۔" یہ حدیث مرسل ہے[40]

اور روایت کیا ہے امام احمد نے مسند میں،[41] حاکم نے مستدرک،[42] بیہقی[43] اور ابن ابی داؤد نے کتاب البعث میں[44] متصل اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے: انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "مومنوں کی اولاد بہشت کے ایک پہاڑ میں ہوتی ہے، اور ان کی پرورش ابراہیم اور سارہ علیہما السلام فرماتے ہیں، جب تک کہ قیامت کے دن ان کو ان کے باپ کے پاس پہنچا دیں۔" حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

۸۔ روایت کیا بیہقی نے دلائل میں،[45] اور ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے متصل اسناد کے ساتھ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لائی گئی میرے سامنے سیڑھی، جس سے ارواحِ بنی آدم کو آسمان پر لے جاتے ہیں، اور کسی مخلوق نے اس سیڑھی سے بہتر چیز نہیں دیکھی۔[46] کیا تو نہیں دیکھتا مرنے کے وقت آسمان کی طرف دیکھنا؟ یہ معراج (یعنی سیڑھی) کو تعجب کے سبب انسان دیکھتا ہے۔ پس میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ اس میٹھی آسمان کی طرف گیا۔ جبریل نے آسمان کا دروازہ کھلوایا، کھول دیا گیا۔ وہاں جا کر ہم نے آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان پر مومنوں کی ارواح ان کی اولاد میں سے پیش کی جاتی ہیں، فرماتے تھے: 'ہر ایک پاک روح اور پاک نفس ہے، ان کو علیّین میں رکھو۔' پھر فاجروں کی ارواح ان کی اولاد سے پیش کی گئیں، فرماتے تھے: ہر ایک روح خبیث اور نفس ناپاک ہے، ان کو سجّین میں رکھو۔"

۹۔ ابو نعیم اصفہانی نے متصل اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "بیشک مومنوں کی ارواح ساتویں آسمان میں ہوتی ہیں اور بہشت میں اپنے گھر دیکھتی ہیں۔"[47]

---

40) امام جلال الدین سیوطی نے اس روایت کو شرح الصدور امام طبرانی اور ابن مندہ کی طرف منسوب کیا مگر ہم کو طبرانی میں نہیں ملی ابن رجب حنبلی نے بھی اپنی کتاب احوال القبور میں اس روایت کی تخریج کی مگر انہوں نے اس روایت کو ابن مندہ کے علاوہ کسی کی طرف منسوب نہیں کیا۔ کمال بن محمد قالمی نے ابن قیم کی کتاب الروح کی تخریج کرتے ہوئے اس روایت کے حاشیہ میں لکھا لم أجده في معاجمه الثلاثة یعنی امام طبرانی کی تینوں معاجم میں مجھے یہ روایت نہیں ملی۔ اللہ و رسول اعلم بالصواب (م اختری)

الحاوی للفتاویٰ، کتاب البعث، مبحث المعاد، اللُّمْعَةُ فِي أَجْوِبَةِ الْأَسْئِلَةِ السَّبْعَةِ، 208/2، دار الفکر، بیروت۔لبنان، عام النشر 1424ھ

41) مسند امام احمد، مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، 71/14، الحدیث 8324، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولیٰ 1421ھ

42) المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، 541/1، الحدیث 1418، دار الکتب العلمیة۔بیروت، الطبعة الاولیٰ 1411ھ

43) البعث و النشور للبیهقی، بَابُ مَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْجَنَّةَ، ص 155، الحدیث 210، مرکز الخدمات۔بیروت، الطبعة الاولیٰ 1406ھ

44) البعث لابن ابی داود، ص 16، الحدیث 16، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، الطبعة الاولیٰ 1407ھ

45) امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتب میں یہ روایت ان دونوں کی طرف بھی منسوب کی مگر مجھے نہیں ملی۔۔ مجھے دلائل النبوۃ اور تاریخ دمشق میں مل رہی ہے اور باقی شارحین نے بھی اس روایت کو ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ کی طرف منسوب نہیں کیا جیسا کہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ۔۔ البتہ محمد بن عبد الوھاب نجدی نے اپنی کتاب تمنی الموت میں اس روایت کو ابن ابی حاتم کی طرف منسوب کیا۔۔ واللہ اعلم (م)

دلائل النبوة للبیهقی، جُمَّاعُ أَبْوَابِ الْمَبْعَثِ، بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عليه وآله وَسَلَّمَ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ، 392/2، دار الکتب العلمیة، الطبعة الاولیٰ 1408ھ

46) اس مضمون کی مصدق احادیث شرح الصدور ص ۵۸ میں موجود ہیں۔

47) تاریخ اصبهان، باب الالف، أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْكَيَّالُ الْمُؤَدِّبُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ بِخُرَاسَانَ، 203/1، الرقم 281، العلمیة۔بیروت، الطبعة الاولیٰ 1410ھ

۱۰۔ ابن ابی الدنیا نے متصل اسناد کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: "زمین میں سب سے بڑی جگہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک جنگل ہے جس کو برہوت[48] کہتے ہیں۔ اس جنگل میں کافروں کی ارواح کو رکھتے ہیں۔ یہ جگہ حضرموت کے اطراف میں ہے۔"[49]

۱۱۔ روایت کیا بیہقی نے **بعث و نشور** میں،[50] اور ابن ابی الدنیا نے **کتاب المنامات** میں[51] سعید بن مسیب سے کہ بیشک سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام نے ایک دوسرے سے ملاقات کی۔ پس ایک نے دوسرے سے کہا: "ہاں، مومنوں کی روحیں تو بہشت میں ہیں۔ پس یہ جہاں چاہتے ہیں، جاتی ہیں۔" اور بیہقی[52] نے روایت کی[53]، اور طبرانی نے[54] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے۔[55]

۱۲۔ مروزی نے اسناد کے ساتھ **کتاب الجنائز** میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا: "مومنوں کی ارواح جبریل علیہ السلام کے پاس اوپر لی جاتی ہیں، پس کہا جاتا ہے: "تم قیامت تک ان کے متولی رہو۔"[56]

۱۳۔ عبداللہ بن عمرو سے اس طرح روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: "کافروں کی ارواح جمع کی جاتی ہیں برہوت میں، جو حضرموت میں شور زمین میں ہے۔ اور مومنوں کی ارواح جابیہ میں جمع کی جاتی ہیں، جو کہ دمشق کے ایک مقام پر ہے۔"[57]

۱۴۔ اسناد کے ساتھ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کعب احبار سے روایت کیا، کہ انہوں نے کہا: "جنت المأوی میں سبز پرندے ہیں، تمہاری روحیں ان میں پھرتی ہیں، بہشت میں جس جگہ چاہتی ہیں۔ اور آل فرعون کی سیاہ ارواح پرندوں میں صبح و شام آگ میں ہوتی ہیں۔ اور مومنوں کے بچے بہشت کی چڑیوں میں ہوتے ہیں۔[58]" اور ابو نعیم نے **حلیہ** میں اسناد کے ساتھ وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے، کہ "بیشک ساتویں آسمان میں ایک گھر اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، جس کو بَیضاء کہتے ہیں۔ مومنوں کی ارواح اس میں جمع ہوتی ہیں۔ جب دنیا سے کوئی آتا ہے، مومنوں کی ارواح پیشوائی کو آتی ہیں، اور دنیا

---

48) وادیٔ بَرہُوت: حضرموت میں ایک گھاٹی کو کہا جاتا ہے جہاں بعض روایات کے مطابق ایک کنواں ہے کہ جس میں کفار و منافقین کی ارواح جمع ہوں گی۔

49) الحاوی للفتاویٰ، کتاب البعث، مبحث المعاد، اللُّمْعَةُ فِي أَجْوِبَةِ الْأَسْئِلَةِ السَّبْعَةِ، 209/2، دار الفکر، بیروت۔لبنان، عام النشر 1424ھ

50) البعث و النشور للبیهقی، بَابُ مَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْجَنَّةَ، ص 154، الحدیث 208، مرکز الخدمات۔بیروت، الطبعة الاولیٰ 1406ھ

51) المنامات لابن ابی دنیا، توکل وأبشر، ص22، الرقم 21، مؤسسة مکتبة الثقافیة۔بیروت، الطبعة الاولیٰ1413ھ

52) البعث و النشور للبیهقی، بَابُ مَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْجَنَّةَ، ص 154، الحدیث 207، مرکز الخدمات۔بیروت، الطبعة الاولیٰ 1406ھ

53) ارواح کی ملاقات کا سلسلہ تاحال جاری ہے شرح الصدور میں بے شمار واقعات درج ہیں اور آج بھی بعض حضرات کو اہل برزخ کی ملاقات ہوتی ہے بعض کو بیداری میں بعض کو خواب میں۔

54) المعجم الکبیر للطبرانی، عَبدُ اللهِ بنُ عَمرِو بنِ العاصِ، 349/13، الحدیث 14167، تاریخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431ھ

55) اس روایت کا متن رسالہ میں نہیں لکھا گیا جبکہ اللمعۃ میں یہاں یہ روایت ہے: وَأَسْنَدَ الْبَيْهَقِيُّ، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي "الْكَبِيرِ"، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: الْجَنَّةُ مَطْوِيَّةٌ فِي قُرُونِ الشَّمْسِ تُنْشَرُ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّتَيْنِ، وَأَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ فِي طَيْرٍ كَالزَّرَازِيرِ تَأْكُلُ مِنْ شَجَرِ الْجَنَّةِ (م اخری)

ترجمہ: "اور بیہقی اور طبرانی نے 'المعجم الکبیر' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: جنت سورج کے سینگوں (یعنی اس کے کناروں / حصوں) میں لپیٹی ہوئی ہے، اور ہر سال دو مرتبہ کھولی جاتی ہے، اور مومنوں کی روحیں پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں جو جنت کے درختوں سے کھاتی ہیں۔" (ن اُویسی)

56) بشری الکئیب بلقاء الحبیب للسیوطی، ذکر مقر الأرواح، ص 61، دار یعرب للدراسات والنشر۔دمشق، الطبعة الاولیٰ 1425ھ

شرح الصدور، بَاب مقرّ الْأَرْوَاح، ص 231، الرقم 38، دار المعرفة۔لبنان، الطبعة الاولیٰ 1417ھ

57) بشری الکئیب بلقاء الحبیب للسیوطی، ذکر مقر الأرواح، ص 56، دار یعرب للدراسات والنشر۔دمشق، الطبعة الاولیٰ 1425ھ

شرح الصدور، بَاب مقرّ الْأَرْوَاح، ص 232، الرقم 44، دار المعرفة۔لبنان، الطبعة الاولیٰ 1417ھ

58) البعث و النشور للبیهقی، بَابُ مَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْجَنَّةَ، ص 154، الحدیث 206، مرکز الخدمات۔بیروت، الطبعة الاولیٰ 1406ھ

کی خبریں دریافت کرتی ہیں، جیسے گھر والے اس سے دریافت کرتے ہیں جو غائب ہو گیا ہو۔[59]" اور ابن ابی الدنیا نے مالک بن انس سے روایت کیا، کہ فرمایا: "مجھ کو یہ پہنچا ہے کہ مومنوں کی ارواح بہشت میں چھوڑی گئی ہیں، پھرتی ہیں جہاں چاہتی ہیں۔"[60]

جواب ۵

(اس امر کا کہ روحیں ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں یا نہیں؟)

یہ ہے: ارواح ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں اور جمع ہوتی ہیں، یہ امر مذکور ہے۔

۱۔ حدیث حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ میں (جو طبرانی اور بیہقی میں مروی ہے) اور ابن ابی الدنیا نے بواسطہ ابن لیلی، اُمِّ بشر کی حدیث روایت کی ہے کہ جب بشر بن براء کی وفات ہوئی تو اس کی والدہ بہت غمناک ہوئیں۔ پس عرض کیا: "یا رسول اللہ! اگر قبیلہ بنی سلمہ کے آدمی (جو مر چکے ہیں) ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، تو ان کی معرفت اپنے بیٹے کو میرا اسلام پہنچا دیجیے، جو فوت ہو چکا ہے۔" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک مردے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور پہچانتے ہیں، جیسے پرندے درختوں کو پہچانتے ہیں۔" اسی لیے جب کوئی بنی سلمہ کا فرد مرتا، اُمِّ بشر آ کر سلام کرتی اور کہتی: "اے فلاں! میرا اسلام میرے بیٹے بشر کو پہنچانا۔"[61]

۲۔ امام احمد بن حنبل نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما[62] سے اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک مومنوں کی ارواح ایک مہینے کی مسافت (فاصلہ) سے ملتی ہیں، حالانکہ ایک دوسرے کو ہرگز نہ دیکھا ہو گا۔"[63]

۳۔ بزار نے صحیح سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ[64] سے روایت کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک مومن کی روح کو آسمان پر لے جایا جاتا ہے، تو پہلے سے فوت شدہ مومنوں کی ارواح اس کے استقبال کو آتی ہیں اور دنیا کے ملاقاتیوں کا حال دریافت کرتی ہیں۔ اگر وہ کہے: 'میں اُن کو چھوڑ کر آیا ہوں'، تو خوش ہوتی ہیں، اور اگر وہ کہے: 'فلاں شخص تو پہلے مر چکا ہے'، تو کہتی ہیں: 'اسے ہمارے پاس نہیں لایا گیا۔'[65]

۴۔ ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کیا کہ "جب کوئی مردہ مرتا ہے تو روحیں اس کے استقبال کو آتی ہیں اور دنیا کے ملاقاتیوں کا حال دریافت کرتی ہیں، جیسے آنے والے سے دریافت کرتے ہیں: 'فلاں شخص نے کیا کیا؟'"[66]

---

59) حلية الاولياء، فَمِنَ الطَّبَقَةِ الْأُولَى مِنَ التَّابِعِينَ، وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ وَمِنْهُمُ الْحَكِيمُ الدَّامِغُ لِلْمُشَبِّهِ، 60/4، مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر، عام النشر 1394ھ

60) الاستذكار، كتاب الجنائز، بَابُ جَامِعِ الْجَنَائِزِ، 92/3، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الاولىٰ 1421ھ

61) اس عبارت کی عربی یوں ہے: وَكَانَ لَا يَهْلِكُ هَالِكٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ إِلَّا جَاءَتْهُ أم بشر فَقَالَتْ: يَا فُلَانُ عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَيَقُولُ: وَعَلَيْكِ، فَتَقُولُ: اقْرَأْ عَلَى بشر السَّلَامَ"

عبارت میں یوں بھی ہے کہ وہ ہلاک ہونے والا سلام کا جواب بھی دیتا۔

عبارت سے لگتا ہے وہ میت کو سلام نہیں کرتی تھیں بلکہ جو مرنے والا ہوتا اسے سلام کرتی تھیں اور وہ جواب بھی دیتا تھا۔ اللہ و رسولہ اعلم (م اختری)

المنامات لابن ابی دنیا، هل يعرف الميت ثناء الناس عليه، ص 17، الرقم 14، مؤسسة مكتبة الثقافية-بيروت، الطبعة الاولىٰ 1413ھ

(یہ حدیث شرح الصدور ص ۵۹ میں موجود ہے۔)

62) حدیث عبداللہ بن عمرو سے شرح الصدور، ص ۶۰ میں ہے۔ اس میں جمع (مومنین) کی جگہ تثنیہ (دو مومن) اور ایک مہینے کی جگہ ایک دن کی مسافت کا ذکر ہے۔

63) مسند امام احمد، مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ (1) رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، 212/11، الحديث 6636، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولىٰ 1421ھ

64) حدیث ابی ہریرہ کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ شرح الصدور، ص ۶۰ میں موجود ہے۔

65) مسند البزار، مُسْنَدُ أَبِي حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، 154/17، الحديث 9759، مكتبة العلوم و الحكم-المدينة المنورة، الطبعة الاولىٰ 1988م

66) كتاب الروح، المسألة الثانية وهي أن أرواح الموتى هل تتلاقى وتتزاور وتتذاكر أم لا، ص 19، دار الكتب العلمية-بيروت

۵۔ روایت ہے حسن رحمہ اللہ [67] سے، فرمایا: "سکراتِ موت (نزع) کے وقت پانچ سو فرشتے مومن کی روح قبض کرنے کو حاضر ہوتے ہیں، اور اس کی روح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ مومنوں کی وہ ارواح جو پہلے فوت ہو چکی ہیں، اس سے باتیں دریافت کرنے کو پیشوائی (استقبال) کے لیے آتی ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: 'جلدی نہ کرو، بڑی محنت سے نکلی ہے!'—کوئی اپنے بھائی، اور کوئی دوست کا حال دریافت کرتا ہے۔" [68]

۶۔ روایت ہے سعید بن جبیر رحمہ اللہ [69] سے کہ "جب کوئی مرتا ہے تو اس کا بیٹا پیشوائی کو آتا ہے، جیسے نائب (نمائندہ) کسی اہم شخصیت کی پیشوائی کو آتا ہے۔" [70]

۷۔ ثابت بن بنانی رحمہ اللہ [71] سے روایت ہے کہ "بیشک جب کوئی فوت ہو کر جدائی سے رنجیدہ ہوتا ہے، تو اس کے وہ اقربا (رشتہ دار) جو پہلے فوت ہو چکے ہوتے ہیں، اس کے استقبال کو آتے ہیں۔ وہ اس قدر خوش ہوتا ہے جیسے کوئی مسافر گھر پہنچ جائے۔" [72]

جواب ۶

(اس امر کا کہ شہید کو قبر میں سوال ہوتا ہے یا نہیں؟)

یہ ہے کہ شہید سے سوال نہیں ہوتا۔ علماء کی جماعت نے اس کی تصریح (واضح وضاحت) کر دی ہے۔

۱۔ منجملہ (ان میں سے) امام قُرطُبی ہیں، اور وہ استدلال لاتے ہیں صحیح مسلم کی حدیث سے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا: "کیا شہید سے قبر میں سوال ہوتا ہے؟" فرمایا: "کافی ہے اس کے لیے تلوار کی چمک، جو اس کے سر پر پڑی۔" امام قُرطُبی نے کہا: "اس کا مطلب یہ ہے کہ قبر کا سوال اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ مومنِ صادق (سچا مومن) منافق سے الگ ہو جائے اور ثابت ہو جائے۔ شہید کا تلوار کے نیچے ہونا، ایمان کی سچائی کی اول دلیل ہے۔ اگر اس کے ایمان میں خلل ہوتا تو وہ کافروں کے پاس چلا جاتا۔" [73]

جواب ۷

(اس امر کا کہ بچوں کو قبر کا سوال ہے یا نہیں)

اس مسئلہ میں دو قول ہیں: حنبلیوں کے نزدیک ہے، ابو نُعیم نے کتابُ الرّوح میں لکھا ہے، اور امام نَوَوِی کا قول روضہ اور شرحُ المُہَذَّب میں لکھا ہے۔ اور امام نَوَوِی کا قول روضہ اور شرحُ المُہَذَّب میں یہ ہے کہ تلقین (یاد دلانا، دفن کے بعد کے کلمات) دفن کے بعد بالغوں کے ساتھ خاص ہے، بچوں کو تلقین نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام نَوَوِی کے نزدیک بچوں کے لیے سوالِ قبر نہیں۔ [74]

---

67) روایت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے شرح الصدور میں موجود ہے۔

68) شرح الصدور ،باب من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم ، ص 74، الرقم 24، دار المعرفة-لبنان، الطبعة الاولىٰ 1417ھ

69) حدیث سعید بن جبیر شرح الصدور میں ہے۔

70) المنامات لابن ابي دنيا، هل يعرف الميت ثناء الناس عليه، ص 18، الرقم 15، مؤسسة مكتبة الثقافية-بيروت، الطبعة الاولىٰ 1413ھ

راویت میں بیٹے کا ذکر امام سیوطی اور کسی جدید مصنف نے لکھا جبکہ ابن ابی دنیا کی کتاب میں یہ روایت والد کے لفظ کیساتھ یوں ہے:

حدثنا أبو هشام الرفاعي، حدثنا يحيى بن يمان ، حدثنا أشعث، عن جعفر، عن سعيد، قال: "إذا مات الميت استقبله والده كما يستقبل الغائب" والله اعلم

71) یہ حدیث ثابت شرح الصدور میں ہے۔

72) شرح الصدور ،بَاب ملاقاة الْأَرْوَاح للْمَيت إِذا خرجت روحه وإجتماعهم بِهِ وسؤالهم لَهُ، ص 98، الرقم 10، دار المعرفة-لبنان، الطبعة الاولىٰ 1417ھ

73) الحاوي للفتاوىٰ، كتاب البعث، مبحث المعاد، اللُّمْعَةُ فِي أَجْوِبَةِ الْأَسْئِلَةِ السَّبْعَةِ، 2/211، دار الفكر ،بيروت-لبنان، عام النشر 1424ھ

74) الحاوي للفتاوىٰ، كتاب البعث، مبحث المعاد، اللُّمْعَةُ فِي أَجْوِبَةِ الْأَسْئِلَةِ السَّبْعَةِ، 2/211، دار الفكر ،بيروت-لبنان، عام النشر 1424ھ

اضافہ اویسی غفرلہٗ: امام سُیُوطی رحمۃُ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جنہیں بیداری (جاگتے ہوئے) میں درجنوں بار حضور سَرورِ عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، اور آپ ﷺ نے ہی اُنہیں شیخُ الحدیث کے لقب سے نوازا۔[75] (انوارُ الباری شرح بخاری)

سینکڑوں اسلامی کتابوں کے مؤلف (مصنف) ہیں، نویں صدی کے مجدّد ہیں۔ آپ کی تصانیف سے علمائے اسلام استفادہ کر کے اشاعتِ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی تحقیق، ہدایت کا سرچشمہ ہے، جو اسے گُمراہی سمجھے، وہ خود گُمراہ ہے۔ ابھی تحقیق کے بعد مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں، لیکن منکرینِ سَماعِ موتٰی (مردوں کے سننے کے منکرین) کا طریقہ ہے کہ وہ کس کی سنتے ہیں؟ اور قرآن واحادیث کو اپنی مرضی کے مطابق بیان کرتے ہیں، خود گمراہ ہوتے ہیں، دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ فقیر اس اضافہ میں، ان کے غلط استدلالات کی تردید عرض کرتا ہے۔ (بیده التوفیق والهدیه)

آیت: "إنك لا تسمع الموتى"۔[76] کے جوابات یہ آیت ایک نہیں متعدد آیات ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ "وما انت بمسمع من في القبور" یعنی اور تم نہیں سنانے والے جو قبروں میں پڑے ہیں۔[77]

۲۔ "فانك لا تسمع الموتى" یعنی بیشک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے۔[78]

۳۔ ان تسمع الا من یومن بآیاتنا فهم مسلمون یعنی تم اسی کو سناتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے تو وہ گردن رکھے ہوئے ہیں۔[79]

(پ۲۱، الروم نمبر ۵۳)

آیات کا مقصد یہ ہے کہ جب توحید پر سخت دلائل کفّار کے سامنے پیش کیے گئے، انہیں بار بار دل نشین انداز سے دعوتِ حق دی گئی، اُس کے باوجود یہ کُفر پر اڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کے اس طرزِ عمل سے، اے محبوب ﷺ، آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ اُن کے دل مر چکے ہیں، ان کے کانوں سے بھی سننے کی طاقت سلب ہو گئی ہے۔ آپ نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کرنے میں ذرّہ برابر بھی کوتاہی نہیں کی۔ اگر یہ کفر اور گمراہی کے اندھیروں سے باہر نہیں نکلنا چاہتے، تو یہ ان کی قسمت ہے۔

منکرین سماع موتی دلائل اور انکا رد: سَماعِ مَوتٰی (مردوں کے سننے) کے منکرین استدلال کے طور پر یہ آیات پیش کرتے ہیں۔ اُس کا اجمالی جواب یہ ہے کہ آیات میں "سُنانے" کی نفی ہے، "سُننے" کی نہیں، کیونکہ سنانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

جواب ۲: "الموتٰی" (مردے) سے حقیقی معنی مراد نہیں، بلکہ مجازاً کفّار مراد ہیں۔ ایسے "اِسماع" (سُنانے) سے مراد ہدایت پر لانا ہے، نہ کہ عرفی معنی میں سنانا، جیسا کہ آیات میں صاف اور واضح ہے۔ مثلاً: "اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ"[80] (جب وہ پیٹھ دِکھا کر پھرتے ہیں) اس میں "اِسماع" کی نفی کے بعد "پیٹھ پھیرنے" کی تصریح ہے۔

ہمارا سوال: کیا مردے پیٹھ پھیر کر کہیں جاتے ہیں؟ نہیں! بلکہ یہاں مراد کفّار ہیں، جس سے ثابت ہوا کہ یہاں "اِسماع" اور "الموتٰی" دونوں سے مجازاً معنی

---

75) شذرات الذهب، سنة إحدى عشرة وتسعمائة، 77/10، دار ابن كثير، دمشق-بيروت، الطبعة لاولیٰ 1406ھ

76) سورۃ النمل، آیۃ:80

77) سورۃ الفاطر، آیۃ:22

78) سورۃ الروم، آیۃ:52

79) سورۃ الروم، آیۃ:53

80) سورۃ النمل، آیۃ:80

مراد ہے۔ اور اسی آیت کی بعد والی آیت میں تصریح ہے: "إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا" الخ (اور تم تو صرف اُسی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتا ہے)۔ اس تصریح سے ثابت ہوا کہ "اِسماع" سے مراد راہِ راست پر لانا ہے، اور "الموتیٰ" سے کفّار مراد ہیں۔

موت کیا ھے؟ اہلِ سنت علماء لکھتے ہیں کہ موت "عدمِ محض" (بالکل ختم ہو جانا) اور فنائے مطلق کا نام نہیں، کہ انسان مرے تو بالکل نیست و نابود ہو کر رہ جائے، بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو جانے کو موت کہتے ہیں۔ "اِنَّ الْمَوْتَ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ، وَإِنَّمَا هُوَ انْتِقَالٌ مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ" (81) یعنی بیشک موت عدمِ محض نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونا ہے۔ (کتاب الرُّوح، ص ۴۳)

قرآنِ مجید: اللہ تعالیٰ نے شہداء کے متعلق فرمایا ہے: "أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ، (82) فَرِحِينَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ" (83) یعنی وہ مجاہدین جنہیں کفار قتل کر دیتے ہیں، پھر بھی وہ اللہ کے پاس زندہ ہوتے ہیں۔ جب ظاہری طور پر موت طاری ہونے کے باوجود شہداء کا یہ حال ہے، تو صدیقین انبیاءِ کرام علیہم السلام جن کا رُتبہ شہداء سے بدرجہا اعلیٰ و ارفع (بہت زیادہ بلند و برتر) ہے، ان کی کیا کیفیت ہو گی۔

حیاۃ الانبیاء سے بھی سماعِ موتی پر ہمارا استدلال ہے۔ اور حیاۃ الانبیاء پر دلائل واضح ہیں اُن میں چند یہ ہیں:

۱۔ شبِ معراج بیتُ المقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات انبیاءِ کرام کے ساتھ ہوئی۔

۲۔ اسی سفر معراج میں مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء سے ملاقات ہوئی۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو بار بار ملاقات ہوئی، اور نمازوں کی تعداد پچاس سے گھٹا کر پانچ کروانے کا واقعہ مشہور ہے جو مخالفین کو بھی مسلّم (قبول) ہے۔

گھر کی گواھی: مخالفین کے امام اِبن القیم نے لکھا کہ

"يحصل من جملَته الْقطع بِأَن أَمُوت لأنبياء إِنَّمَا هُوَ رَاجع إِلَى أَن غيَّبُوا عَنَّا بِحَيْثُ لَا ندركهم وَإِن كَانُوا موجودين جَاءُوا ذَلِك كالحال فِي الْمَلَائِكَة فَإِنَّهُم أَحيَاء موجودون وَلَا تراهم (84) (کتاب الروح، ص ۴۳)

فائدہ: یہ مذکورہ دلائل اور اُن کے علاوہ اور دلائل بھی ہیں جن سے یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ انبیاء کرام کی موت کا فقط یہ مطلب ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ ہم اُن کو نہیں پا سکتے حالانکہ وہ زندہ موجود ہیں۔

موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق: اہلسنت کے نزدیک موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق رہتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جسم کے ساتھ روح کے تعلق کی پانچ حالتیں ہیں ہر حالت پر مختلف احکام مترتب ہوتے ہیں۔

۱۔ شکمِ مادر (ماں کے پیٹ) میں جب جسم میں روح پھونکی جاتی ہے۔

۲۔ جب انسان اس جہان میں قدم رکھتا ہے۔

---

81) کتاب الروح ،الْمَسْأَلَة الرَّابِعَة وَهِي أَن الرّوح هَل تَمُوت أم الْمَوْت للبدن وَحده اخْتلف ،ص 36 ،دار الكتب العلمية-بيروت

82) سورة آل عمران ،آية:169

83) سورة آل عمران ،آية:170

84) کتاب الروح ،الْمَسْأَلَة الرَّابِعَة وَهِي أَن الرّوح هَل تَمُوت أم الْمَوْت للبدن وَحده اخْتلف ،ص 36 ،دار الكتب العلمية-بيروت

۳۔ حالتِ خواب میں۔

۴۔ عالمِ برزخ میں اگرچہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے لیکن یہ جدائی کلیۃً نہیں ہوتی بلکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح باقی رہتا ہے۔

تعلقهَا بِهِ فِي البرزخ فَإِنَّهَا وَإِن فارقته وتجردت عَنهُ فَإِنَّهَا لم تُفَارِقهُ فراقا كليا بِحَيْثُ

لَا يبْقى لَهَا الْتِفَات إِلَيْهِ الْبَتَّةَ[85] (86)

اور اسی تعلق کی وجہ سے وہ اپنے زائر کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کا اسے علم ہوتا ہے۔ کتاب الروح لابن القیم اور شرح الصدور للسیوطی میں تفصیل پڑھئے۔

۵۔ قبروں سے جی اٹھنے کے بعد روح کا تعلق جسم سے اس تعلق کے متعلق ابن القیم نے لکھا کہ " وَهُوَ أكمل أَنْوَاع تعلقهَا بِالْبدنِ وَلَا نِسْبَة لما قبله من أَنْوَاع التَّعَلُّق إِلَيْهِ إِذْ تعلق لَا يقبل الْبدن مَعَه موتا وَلَا نوما وَلَا فَسَادًا" یعنی روح کا جسم کے ساتھ یہ تعلق تمام تعلقات سے اکمل ہے کیونکہ اُس کے بعد جسم کو نہ موت آتی ہے نہ نیند آتی ہے اور نہ اُس کے عناصر میں فَساد رونما ہوتا ہے۔ (87)

فائدہ: موت کے بعد حشر تک روح کا مَقر (ٹھکانا) اور مقام کہاں ہے۔ اِس کے متعلق مخالفین تو کہتے ہیں کہ موت کے بعد روح بھی عدمِ محض ہو جاتی ہے جسم کی دوسری صفات علم، قوت، وغیرہ کی طرح روح (حیاۃ) بھی اُس کی ایک صفت ہے جسم کے فنا ہو جانے سے جس طرح دوسری صفات فنا ہو جاتی ہیں اسی طرح روح بھی فنا ہو جاتی ہے لیکن یہ قول سراسر باطل ہے۔ کتاب و سنت اور اجماعِ صحابہ کے علاوہ دلیلِ عقلیہ بھی اسکی تردید کرتی ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ○ وَادْخُلِي جَنَّتِي

یعنی اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف، واپس ہو یوں کہ تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو۔ اور میری جنت میں آ۔ (88)

فائدہ: یہاں خطاب روحِ مطمئنہ کو ہو رہا ہے اور اس وقت ہو رہا ہے جب وہ جسم سے الگ ہوتی ہے اگر روح کا اپنا مستقل وجود نہ ہوتا تو پھر اس سے خطاب کیسے کیا جاتا۔ احادیث کثیرہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ روح کا اپنا مستقل وجود ہے۔

" و هو قول لَمْ يقل بِهِ أَحَدٌ مِنَ سَلَفِ الأمة ولا مِنَ الصَّحَابَةِ والتابعين وَلَا أَئِمَّةِ الاسلام . "

(ابن قیم) یعنی یہ ایسا قول ہے جسے نہ سلف صالحین میں سے کسی نے تسلیم کیا ہے، نہ صحابہ، تابعین اور ائمہ اسلام کا یہ خیال ہے۔ (89)

۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اس بارے میں کہ مومنین کی ارواح برزخ میں ہیں اور جدھر چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

---

85) ترجمہ: اور اگرچہ (روح نے) برزخ میں اس (جسم) سے جدائی اختیار کی ہو، اور بظاہر اس سے بالکل الگ ہو گئی ہو، تب بھی اس نے ایسا کلی (مکمل) فراق اختیار نہیں کیا کہ اُس کا اس کی طرف کوئی التفات (توجہ) بالکل باقی نہ رہے۔ (نوری)

86) كتاب الروح ،الْمَسْأَلَة السَّادِسَة وَهِي أَن الرّوح هَل تُعَاد إِلَى الْمَيِّت فِي قَبره وَقت السُّؤَال أم لا ،ص 44، دار الكتب العلمية۔ بيروت

87) كتاب الروح ،الْمَسْأَلَة السَّادِسَة وَهِي أَن الرّوح هَل تُعَاد إِلَى الْمَيِّت فِي قَبره وَقت السُّؤَال أم لا ،ص 44، دار الكتب العلمية۔ بيروت

88) سورۃ الفجر، آیۃ: 30،29،28،27

89) كتاب الروح ،الْمَسْأَلَة الرَّابِعَة عشرَة وَهِي قَوْله عَذَاب الْقَبْر دَائِم أم مُنْقَطع ،فصل وَأما قَول من قَالَ مستقرها الْعَدَم الْمَحْض ،ص 112، دار الكتب العلمية۔ بيروت

"ان ارواح المومنين في برخ من الارض تذهب حَيْثُ شَاءَت فَهَذَا مروى عَن سلمَان الْفَارِسِي والبرزخ هُوَ الحاجز بَين شَيْئَيْنِ وَكَأن سلمَان أَرَادَ بهَا فِي أَرض بَين الدُّنْيَا وَالْآخِرَة مُرْسلَة هُنَاكَ تذْهب حَيْثُ شَاءَت " [90] (کتاب الروح لابن القیم) [91]

تحقیق البرزخ: اہل لغت نے فرمایا کہ "اصلحه الحاجز بين الشيين" دو چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہو اس کو برزخ کہا جاتا ہے یہاں برزخ سے مراد دنیا اور آخرت کا درمیانی جہان ہے۔ "فالبرزخ هنا ما بين الدنيا والآخرة " [92]

فائدہ: اِس درمیانی جہان کا انکار معتزلہ کو تھا اب ان کی پیروی میں منکرینِ حدیث اور دیگر گمراہ فرقے منکر ہیں وہابیہ اصولی طور پر اسی عقیدہ کی تائید کر رہے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں عالمِ برزخ ثابت ہے۔

اہلسنت کا مذہب: اہلسنت کے نزدیک اَرواح زندہ ہیں اور وہ عالمِ برزخ میں ہے اسے جسم سے بھی رابطہ ہے اور وہ کہاں ہیں اس میں اقوال ہیں۔

۱۔ مومنین کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب ہیں اور کفار کی روحیں آپکی بائیں جانب۔

۲۔ ابو محمد بن ابی حرم کا قول یہ ہے کہ اجسام کے پیدا کرنے سے پہلے روح جہاں تھی موت کے بعد لوٹ کر پھر وہاں ہی چلی جاتی ہے:

"ان مستقرها حيث كانت قبل خلق اجسادها"

۳۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ مومنین کی روحیں اللہ تعالی کے پاس ہوتی ہیں اس سے زیادہ ان لوگوں نے مزید کہنے کی جراءت نہیں کی اور جتنا کچھ قرآن میں ہے ادب واحترام کے تقاضے کے پیشِ نظر اتنا کہنے پر ہی توقف کرتے ہیں:

"ارواح المومنين عند الله و لم يزد على ذالك فانه تأدب مع لفظ القرآن

حيث يقول الله عز وجل بل احياء عند ربهم يرزقون"

بعض کی رائے یہ ہے کہ ارواح اپنے مزارات کے اوپر ہوتی ہیں: "الْأَرْوَاح على افنية قبورها"

۵۔ اہل ایمان کی روحیں اگر کوئی گناہ کبیرہ یا قرض رکاوٹ نہ بنے تو وہ جنت میں ہوتی ہیں۔ [93] لیکن اپنے جسدِ خاکی پر انکی توجہ اس طرح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے مزارات پر حاضر ہو تو اسے دیکھتے ہیں اور اگر کوئی سلام کہے تو اسکا جواب دیتے ہیں اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لیے کہ روح اگر جنت میں اعلیٰ علیین میں ہو تو اپنی قبر پر آنے والے کو اتنی دور سے کسی طرح پہچانتی ہے۔ اور کس طرح اس کا سلام سنتی ہے اور کیونکر اُس کا جواب دیتی ہے۔

فائدہ: مخالفین کا امام ابن القیم منکرین کو تنبیہ کرتا ہے کہ

---

90) ترجمہ: یقیناً مومنوں کی ارواح زمین کے ایک برزخ (آڑ، درمیانی پردے) میں ہوتی ہیں، وہ جہاں چاہیں جاتی ہیں۔ یہ قول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ برزخ دو چیزوں کے درمیان رکاوٹ یا پردے کو کہتے ہیں، اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ ایک ایسی جگہ ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان واقع ہے، جہاں ارواح کو آزادی سے چھوڑ دیا گیا ہے، اور وہ جہاں چاہیں جاتی ہیں۔ (نوری)

91) کتاب الروح ، الْمَسْأَلَة الرَّابِعَة عشرَة . فصل وَأما قَول من قَالَ إِن أَرْوَاح الْمُؤمنِينَ عَن يَمِين آدم وأرواح الْكفَّار ، ص 108، دار الكتب العلمية۔ بيروت

92) کتاب الروح ، الْمَسْأَلَة الرَّابِعَة عشرَة وَهِي قَوْله عَذَاب الْقَبْر دَائِم أم مُنْقَطع ، فصل وَأما قَول من قَالَ إِن أَرْوَاح الْمُؤمنِينَ فِي برزخ ، ص 108، دار الكتب العلمية۔ بيروت

93) کتاب الروح ، الْمَسْأَلَة الرَّابِعَة عشرَة وَهِي قَوْله عَذَاب الْقَبْر دَائِم أم مُنْقَطع ، ص 90، 91، دار الكتب العلمية۔ بيروت

وَلَا يضيق عقلك عَن كَون الرّوح فِي الْملأ الْأَعْلَى تسرح فِي الْجنَّة حَيْثُ شَاءَت وَتسمع سَلام الْمُسلم عَلَيْهَا عِنْد قبرها وتدنو حَتَّى ترد عَلَيْهِ السَّلَام وللروح شَأْن آخر غير شَأْن الْبدن(کتاب الروح،ص۱۶۶)

تو اس چیز کو تسلیم کرنے سے تنگ دل نہ ہو کہ روح جب ملأِ اعلیٰ(آسمانی مخلوق کی اعلیٰ جماعت) میں ہے اور جنت میں سیر و سیاحت میں مصروف ہے، تو وہ کس طرح اپنی قبر پر آنے والے کا سلام سنتی ہے، پھر کس طرح نزدیک ہو کر اس سلام کرنے والے کو جواب دیتی ہے؟ کیونکہ روح کی شان اور ہے اور جسم کی شان اور۔(94) ابن القیم نے بڑی شرح وبَسط(تفصیل) سے ثابت کیا ہے کہ روح کے لیے یہ بُعدِ مکانی(فاصلے) اور یہ مسافت کی دوریاں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ وہ ایک لمحے میں ملأِ اعلیٰ سے زمین پر، اور زمین سے اعلیٰ علیّین پر آ جا سکتی ہے۔ وہ لوگ سخت دھوکے میں ہیں جو روح کو جسم کی طرح ان مسافتوں کے طے کرنے سے قاصر(ناتواں،عاجز) سمجھتے ہیں۔ ابن القیم نے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار کے پاس سے گزرے، تو انہیں اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا؟ اور جب حضور کا مَرکب(سواری) اَفلاک کی بے پایاں رِفعتوں(بلندیوں) کو طے کرتا ہوا چھٹے آسمان تک پہنچا، تو وہاں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا منتظر پایا۔ جبریل علیہ السلام ایک لمحہ پہلے آسمان کی بلندیوں پر پرواز کرتے ہوئے نظر آتے تو دوسرے لمحے بارگاہِ رسالت میں دست بستہ(ہاتھ باندھ کر) بیٹھے ہوئے حاضر دکھائی دیتے۔ لیکن ان امور کو سادہ آدمی تسلیم نہیں کرتا، صرف انہیں سعید روحوں (نیک روحوں) کو یہ اِستعداد(صلاحیت) بخشی جاتی ہے جو ان حقائق کو سمجھتے بھی ہیں، تسلیم بھی کرتے ہیں، اور ان پر یقین بھی رکھتے ہیں۔

اس کے بعد ابن القیم نے ایک مستقل فصل تحریر کی ہے جس میں اس نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ تمام ارواح کی حالت یکساں نہیں ہوتی، بلکہ قوت، ضُعف، قُرب، اور شرف(بلندی) کے اعتبار سے ہر ایک کا درجہ الگ الگ ہوتا ہے۔ عظیم اور کبیر روحوں کا مقام اتنا بلند ہے جس کو ان سے کم درجے والی روحیں نہیں پا سکتیں۔ روحوں کے درمیان یہ تفاوُت(فرق وامتیاز) ہم اس مادی جہان میں بھی مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جب روح جسمانی علائق(تعلقات) اور مادی پابندیوں سے دست کش(رہائی) حاصل کر لیتی ہے تو اسے تقرّب، قوتِ ہمت، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں جو مقام نصیب ہوتا ہے، وہ ان روحوں کو نصیب نہیں ہوتا جو جسم کے اس قفص میں قید ہیں، اور جن کو دنیا کی زنجیر نے جکڑ رکھا ہے۔ عظیم روحیں جب قَفَصِ عنصری(جسمانی پنجرہ) کو توڑ کر آزاد ہوتی ہیں، اُن کی شان اور علوِ ہمتی(بلندیِ حوصلہ) کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔ اور ان سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں(عظیم الشان کام) ظہور پذیر(ظاہر) ہوتے ہیں جن کا تصور کرنا بھی ہمارے بس کی بات نہیں۔ بارہا لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، کہ حضور کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم بھی ہیں، اور انہوں نے کفار و مشرکین کے جرّار لشکروں(طاقتور فوجوں) کو شکستِ فاش دی، اور ان کو مطلوب و مقہور(پسپا اور مغلوب) کر دیا۔ حالانکہ مسلمانوں کی فوج ہر لحاظ سے کمزور تھی۔

وَكم قد رئى النَّبِي وَمَعَهُ أَبُو بكر وَعمر فِي النّوم قد هزمت أَرْوَاحهم عَسَاكِر الْكفْر وَالظُّلم فَإِذا بجيوشهم مغلوبة مَكْسُورَة مَعَ كَثْرَة عَددهمْ وعددهم وَضعف الْمُؤمنِينَ وقلتهم

94) كتاب الروح .الْمَسْأَلَة الرَّابِعَة عشرَة وَهِي قَوْله عَذَاب الْقَبْر دَائِم أم مُنْقَطع.فصل وَأما قَول من قَالَ الْأَرْوَاح على أفنية قبورها.ص 102 .دار الكتب العلمية۔بیروت

کئی بار خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا گیا ہے آپکے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں انکی ارواح نے کفار کے لشکر اور ظالموں کو شکست دی اُن کے لشکر مغلوب ہوئے باوجود اُن کی کثرت اور مسلمانوں کی قلّت کے۔[95](کتاب الروح،ص ۱۳۷)

سوال:ان متعدد اقوال میں سے تمہارے نزدیک راجح قول کونسا ہے جس کے مطابق اعتقاد رکھا جائے؟

جواب:ساری روحیں یکساں نہیں،ان میں بڑا تفاوت(فرق،فرق مراتب)ہے،اور اسی تفاوت کی وجہ سے ان کی منزلیں جدا جدا ہیں۔اور احادیث میں روحوں کے مختلف ٹھکانوں کا ذکر ہے،ان میں کوئی تضاد(ٹکراؤ)نہیں ہے،بلکہ مختلف ارواح کے مختلف مقامات ذکر کیے گئے ہیں۔

اس بحث کو سمجھنے سے پہلے علامہ مذکور لکھتے ہیں کہ روح اور بدن کے احکام اور حالات مختلف ہیں۔روح جنت میں ہونے کے باوجود اپنی قبر سے اور اس میں مدفون اپنے بدن سے اتصال(رابطہ،تعلق)رکھتی ہے،اور اوپر جانے اور نیچے اُترنے میں،ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں اُس کی سُرعتِ رفتار(تیز رفتاری)کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔اور اس کی چار قسمیں ہیں: ۱۔آزاد روحیں ۲۔مقیّد روحیں ۳۔عَلوی روحیں ۴۔سِفلی روحیں

وَإِنَّ لَهَا شَأْنًا غَيْرَ شَأْنِ الْبَدَنِ، وَإِنَّهَا مَعَ كَوْنِهَا فِي الْجَنَّةِ فَهِيَ فِي السَّمَاءِ، وَتَتَّصِلُ بِفِنَاءِ الْقَبْرِ وَبِالْبَدَنِ فِيهِ، وَهِيَ أَسْرَعُ شَيْءٍ حَرَكَةً وَانْتِقَالًا وَصُعُودًا وَهُبُوطًا، وَإِنَّهَا تَنْقَسِمُ إِلَى مُرْسَلَةٍ وَمَحْبُوسَةٍ وَعُلْوِيَّةٍ وَسِفْلِيَّةٍ.[96] (کتاب الروح،ص ۱۴۴)

احادیث مبارکہ:احادیثِ صحیحہ کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ صاحبِ مزار اپنے زائر کو پہچانتا ہے اور اُس کی آواز کو سنتا ہے۔کثرتِ احادیث ہم نے رسالہ سماعِ موتیٰ میں بیان کی ہیں۔اُن میں سے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں:۔

1. أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ وَغَيْرُهُمَا مِنْ طَرِيقِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ.

ترجمہ:امام بخاری،امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست دفن کرنے کے بعد واپس لوٹتے ہیں،تو وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔[97]

2. أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ [98]، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الأوسط[99]، وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ [100]، وَالْحَاكِمُ [101]وَالْبَيْهَقِيُّ [102]فِي إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ. مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ

---

95) كتاب الروح ،الْمَسْأَلَة الرَّابِعَة عشرَة وَهِي قَوْله عَذَاب الْقَبْر دَائِم أم مُنْقَطع ،فصل وَأما قَول من قَالَ الْأَرْوَاح على أفنية قبورها ،ص 103 ،دار الكتب العلمية-بيروت

96) كتاب الروح ،الْمَسْأَلَة الرَّابِعَة عشرَة وَهِي قَوْله عَذَاب الْقَبْر دَائِم أم مُنْقَطع ،فصل وَأما قَول من قَالَ إِن مستقرها بعد الْمَوْت أبدان أخر ،ص 116 ،دار الكتب العلمية-بيروت

97) صحيح البخاری ،كتاب الجنائز ،بَاب: الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ ،448/1 ،الحديث 1273 ،دار ابن كثير ،دار اليمامة-دمشق ،الطبعة الخامسة 1414ھ

صحيح مسلم ،كِتَابُ الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا ،بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ ،161/8 ،الحديث 2870 ،دار الطباعة العامرة-تركيا ،عام النشر 1334ھ

98) المصنف لابن ابی شيبة ،كتاب الجنائز ،فی المسئلة فی القبر ،221/7 ،الحديث 12422 ،دار كنوز اشبيليا ،الرياض-سعودية ،الطبعة الاولیٰ 1436ھ

99) المعجم الاوسط للطبرانی ،باب الالف ،بَابُ مَنِ اسْمُهُ إِبْرَاهِيمُ ،105/3 ،الحديث 2630 ،دار الحرمين-القاهرة ،عام النشر :1415ھ

100) صحيح ابن حبان ،النوع الحادي والسبعون ،ذكر سماع الميت عند سؤال منكر ونكير ،192/6 ،الحديث 5041 ،دار ابن حزم-بيروت ،الطبعة الاولیٰ 1433ھ

101) المستدرک للحاكم ،كتاب الجنائز ،535/1 ،الحديث 1403 ،دار الكتب العلمية-بيروت ،الطبعة الاولیٰ 1411ھ

102) اثبات عذاب القبر للبيهقی ،بَابُ مَا جَاءَ فِي طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الْأَمْنِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ،ص95 ،الحديث 139 ،دار الفرقان-عمان الاردن ،الطبعة الاولیٰ 1403ھ

فِي قَبْرِهِ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ.

ترجمہ: ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابو حیان، حاکم اور بیہقی جیسے جلیل القدر محدثین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جب میت کو اُس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ اسے دفن کر کے واپس لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے۔

3. أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ الْقُبُورِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ، وَيَجْلِسُ عِنْدَهُ، إِلَّا اسْتَأْنَسَ بِهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ حَتَّى يَقُومَ.(103)

ترجمہ: حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اُس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحبِ مزار کو اُس سے بڑی راحت ہوتی ہے اور وہ اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

4. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَعَرَفَهُ، وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. (البيهقي)(104)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے جاننے والے کی قبر پر آتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے تو صاحب مزار اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اُسے پہچانتا بھی ہے اور اگر کسی ایسے شخص کے مزار پر آتا ہے جس سے جان پہچان نہیں تھی۔ اور اسے سلام کہتا ہے تو قبر والا اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

منکرین کے امام ابن القیم کا بیان: ابنِ القیم سماعِ موتیٰ کے منکرین کے شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کا دست راست ہے، وہ سماعِ موتیٰ پر اجماع بتاتا ہے اور لکھتا ہے کہ سماعِ موتیٰ متواتر آثار (تسلسل کے ساتھ نقل ہونے والی روایات) سے ثابت ہے، چنانچہ کتابُ الرُّوح میں لکھا ہے کہ

وَالسَّلَفُ مُجْمِعُونَ عَلَى ذَلِكَ، وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ عَنْهُمْ بِأَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ زِيَارَةَ الْحَيِّ لَهُ، وَيَسْتَبْشِرُ بِهِ.(105)

یعنی سلف صالحین کا سماعِ موتی پر اجماع اور اتفاق ہے ان سے درجۂ تواتر تک ایسی روایات مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کی زیارت کے لیے جب کوئی شخص آتا ہے تو میت کو اسکی آمد کا علم بھی ہوتا ہے اور اس سے اسے بڑا سرور حاصل ہوتا ہے۔

دیوبند کے شیخ عثمانی نے فتح الملهم شرح صحيح مسلم میں سماعِ موتی پر متعدد احادیث اور اقوالِ علماء سے ثابت کرنے کے بعد لکھا ہے:

وَالَّذِي تَحَصَّلَ لَنَا مِنْ مَجْمُوعِ النُّصُوصِ – وَاللهُ أَعْلَمُ – أَنَّ سَمَاعَ الْمَوْتَى ثَابِتٌ فِي الْجُمْلَةِ بِالْأَحَادِيثِ الْكَثِيرَةِ الصَّحِيحَةِ.

وَاللهُ أَعْلَمُ.

یعنی اِن متعدد روایات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صحیح اور کثیر التعداد احادیث سے سماعِ موتی کا مسئلہ ثابت ہے۔

---

103) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، ص201، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م

104) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، ص201، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م

105) كتاب الروح بحوالة كتاب القبور، الْمَسْأَلَة الأولى وَهِي هَل تعرف الْأَمْوَات زِيَارَة الْأَحْيَاء وسلامهم أم لَا قَالَ، ص5، دار الكتب العلمية- بيروت

فائدہ: یہ ثابت کرنے کے بعد کہ میت سنتا ہے، عُثمانی نے اِن آیات کا مفہوم واضح کیا ہے جن سے بظاہر سماعِ موتیٰ کی نفی سمجھی جاتی ہے۔ وہ مولانا محمد قاسم صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اَفعال (کام یا اعمال) کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ **اَفعالِ عادِیَّہ:** یعنی جن کا وُقوع (ہونا) عادت کے مطابق، اسباب وعِلل (وجوہات اور ذرائع) کے پائے جانے سے ہوتا ہے، مثلاً کسی نے کسی پر بندوق سے فائر کیا اور وہ مر گیا۔ ایسے افعال کی نسبت اُس بندوق چلانے والے کی طرف کی جاتی ہے۔

۲۔ **اَفعالِ غیرِ عادِیَّہ:** جو ظاہری اسباب وعلل کے پائے جانے کے بغیر وُقوع پذیر (واقع) ہوتے ہیں۔ جیسے کسی نے کنکریوں کی مٹھی پھینکی اور ایک لشکرِ جرّار (بہت بڑا لشکر) کو شکست دے دی۔ ایسے افعال کی نسبت اس ظاہری فاعل (کرنے والے) کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے۔ جیسے: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ[106] یہاں بھی میت زیرِ زمین دفن ہے، اُس کے اوپر منوں مٹی کا انبار لگا ہے، نہ وہاں ہوا کا گزر ہے اور نہ روشنی کا۔ آواز کو کسی حد تک پہنچانے کے لیے ظاہری سبب ہوا ہے، جو یہاں قطعاً مفقود (غائب) ہے۔ اس لیے میت اگر سنتا ہے، تو اس کو سنانے والا وہ زائر (قبر پر آنے والا) نہیں، کیونکہ ہوا کے فُقدان کے باوجود آواز کو سنا دینا کسی انسان کے بس کا روگ نہیں۔ چنانچہ اِن آیات میں اس بات کی نفی کی گئی کہ میت نہیں سنتا، بلکہ اس کی نفی کی گئی ہے کہ تم نہیں سنا سکتے۔ مَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ یعنی تو انہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔[107]

اِس سے یہ تو ہرگز ثابت نہیں کہ جسے تم نہیں سنا سکتے، کیا اُسے خُداوندِ عالَم (تمام جہانوں کا رب) بھی نہیں سُنا سکتا؟ اُس کی قدرت، اسباب اور عمل کی محتاج نہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دیوبند کے امامُ العصر اور شیخ الحدیث مولوی اَنور شاہ نے فیضُ الباری شرح بخاری میں لکھا:

"وَلَهُ جَوَابٌ آخَرُ، وَهُوَ أَنَّ الْمَنْفِيَّ فِي الْآيَةِ هُوَ الْإِسْمَاعُ دُونَ السَّمَاعِ."[108] (فیضُ الباری، جلد دوم، صفحہ ۴۷)

پھر اسی کتاب کی اسی جلد کے صفحہ ۴۶۷ پر اپنا عقیدہ تحریر کیا ہے:

"أَقُولُ: وَالْأَحَادِيثُ فِي سَمَاعِ الْأَمْوَاتِ قَدْ بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ، وَفِي حَدِيثٍ صَحَّحَهُ أَبُو عَمْرٍو: أَنَّ أَحَدًا إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْمَيِّتِ فَإِنَّهُ يَرُدُّ عَلَيْهِ، وَيَعْرِفُهُ إِنْ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا."[109]

ترجمہ: میں (اَنور شاہ) کہتا ہوں کہ سماعِ موتیٰ (مُردوں کے سننے) کے ثبوت کے لیے اتنی احادیث ہیں جو درجہ تواتر (مسلسل اور کثرت سے روایت شدہ) کو پہنچ چکی ہیں، اور حدیثِ صحیح میں ہے کہ جب کوئی شخص میت کو سلام دیتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے، اور اگر صاحبِ مزار (قبر والا) اُسے دنیا میں پہچانتا تھا، تو اب بھی وہ اُسے پہچان لیتا ہے۔

---

106) سورۃ الانفال: آیۃ 17 (ترجمہ: اور تم نے نہیں پھینکا جب تم نے پھینکا، بلکہ اللہ نے پھینکا۔)

107) سورۃ الفاطر، الآیۃ: 22

108) فيض الباري على صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر، 64/2، الحديث 432، دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1426 هـ 2005 م

109) فيض الباري على صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب قول الميت وهو على الجنازة: قدموني، 42/3، الحديث 1313، دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1426 هـ 2005 م

قاعدة: محض عدمِ نفع (فائدہ نہ ہونے) کی وجہ سے کفار کو مردہ کہا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ برزخ میں مردہ دنیوی منافع (دنیا کے فوائد) حاصل نہیں کرتا، اور نہ وہ اِس عالم سے منافع کا ضرور تمند (ضرورت رکھنے والا) ہے۔ جیسا کہ علماے کرام نے فرمایا ہے کہ آیات میں مطلق سماع (سننے) کی نفی نہیں، بلکہ ایسے سماع کی نفی ہے جو مفید (فائدہ مند) اور نفع رساں (فائدہ پہنچانے والا) ہو۔ امام جلالُ الدین سُیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

سَمَاعُ مُوتَى كَلَامِ الْخَلْقِ قَاطِبَةً *** قَدْ صَحَّ فِيهَا لَنَا الْآثَارُ وَالْكُتُبُ

وَآيَةُ النَّفْيِ مَعْنَاهَا سَمَاعُ هُدًى *** لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يُصْغُونَ لِلْأَدَبِ

ترجمہ: میت کا لوگوں کے کلام کو سنا صحیح دلائل سے ثابت ہے اور جن آیات میں سنانے کی نفی کی گئی ہے، اُس سے مراد ایسا سنانا ہے جو ہدایت کا باعث ہو اور نفع رساں ہو۔ (110)

واقعہ جنگ بدر: اس جنگ میں جب بڑے بڑے مشرکینِ مکہ ہلاک ہوئے تو ابو جہل، عتبہ، وغیرہما کی لاشیں ایک گڑھے میں پھینک دی گئیں، حضور علیہ الصلوۃ والسلام وہاں تشریف لائے اور ایک ایک کا نام لیکر فرمایا:

"يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِيَ اللهُ حَقًّا."

یعنی اے فلاں فرزند فلاں، اے فلاں پسرِ فلاں! ذلت اور عذاب کا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا اُس کو تم نے سچ پالیا۔ بیشک میرے رب نے نُصرت وکامرانی کا جو وعدہ میرے ساتھ فرمایا تھا، میں نے تو اُسے سچا پالیا۔ " فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا تُخَاطِبُ مِنْ أَقْوَامٍ قَدْ جَيَّفُوا؟"

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ آپ ایسے لوگوں کو خطاب فرمارہے ہیں جو بے جان لاشے ہیں۔

"فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ جَوَابًا."(111)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اسکی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میری بات تم اُن سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے صراحۃً ثابت ہوا کہ مسلمان تو مسلمان کفار و مشرکین مردے بھی سنتے ہیں۔

ازالہ وھم: سماعِ موتیٰ کے منکرین نے اِس حدیث کے جواب میں کہا ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہا نے اس حدیث کی تاویل (وضاحت یا تعبیر) کی ہے، اِس لیے یہ حدیث اِس مسئلہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ جُمہور محدثین نے حضرت صدیقہ کی اس تاویل کو قبول نہیں کیا، بلکہ حضرت ابنِ عمر کی روایت کو قبول کیا ہے، کیونکہ اُسے بہت سے صحابہ کی تائید (حمایت) حاصل ہے، جو خود اُس موقع پر بارگاہِ رسالت (حضور ﷺ کی خدمت) میں حاضر تھے، اور حضرت صدیقہ وہاں موجود نہ تھیں۔ نیز، اُمُّ المؤمنین نے سَماعِ موتیٰ کی نفی پر اس آیت سے: "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى"(112) جو استدلال کیا ہے، اُس کا جواب جُمہور محدثین نے بایں الفاظ (ان الفاظ کے ساتھ) دیا ہے:

---

110) الحاوی للفتاوی، كِتَابُ الْأَدَبِ وَالرَّقَائِقِ، حُسْنُ التَّسْلِيكِ فِي حُكْمِ التَّشْبِيكِ، 16/2، دار الفكر، بيروت۔لبنان، عام النشر 1424ھ

111) مسند امام احمد، مُسْنَدُ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرِينَ بِالْجَنَّةِ، مُسْنَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، 314/1، الحديث 183، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولیٰ 1421ھ

112) (النمل: 180) ترجمہ: بے شک تمہارے سنائے نہیں سُنتے مُردے

"وَأَمَّا اسْتِدْلَالُهَا بِقَوْلِهِ تَعَالَى: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى، فَقَالُوا: مَعْنَاهُ لَا تُسْمِعُهُمْ سَمَاعًا يَنْفَعُهُمْ، أَوْ لَا تُسْمِعُهُمْ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللهُ." (113)

یعنی تم اُن کو کوئی ایسی بات نہیں سنا سکتے جو انہیں نفع پہنچائے یا تم خود اللہ تعالی کی مشیّت کے بغیر اُنہیں کچھ نہیں سنا سکتے۔

انتباہ: کُتُبِ حدیث (حدیث کی کتابوں) میں ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے حضرت صدیقہ (حضرت عائشہ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہا) کا اِس مسئلہ سے رُجوع (واپسی یا رجوع کرنا) ثابت ہوتا ہے۔ اُنہی میں سے ایک روایت وہ ہے جو اِبنِ اسحاق نے **المَغازی** میں یونس بن بُکیر سے بِسندِ جَیِّد (مضبوط و معتبر سند کے ساتھ) نقل کی ہے، جس کے الفاظ بَعَیْنِہٖ (بالکل وہی) حدیثِ ابی طلحہ جیسے ہیں۔

"وَمِنَ الْغَرِيبِ أَنَّهُ فِي الْمَغَازِي لِابْنِ إِسْحَاقَ، بِرِوَايَةِ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ، بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي طَلْحَةَ، وَفِيهِ: وَمَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ." (114)

یعنی جو کہہ رہا ہوں اُسے تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے۔

رجوعِ صدیقہ رضی اللہ عنہا: ابنِ عبد البر نے حضرت صدیقہ سے یہ حدیث روایت کی ہے:

"قَالَ: وَيُرْوَى مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ، فَيَجْلِسُ عِنْدَهُ، إِلَّا اسْتَأْنَسَ بِهِ حَتَّى يَقُومَ." (115)

یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اُس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحبِ مزار کو اُس سے بڑی تسکین اور راحت ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ وہاں سے اُٹھ جائے۔

فائدہ: راوی (حدیث بیان کرنے والا) جب کوئی روایت اپنے موقف (رائے یا مؤقف) کے خلاف روایت کرے، تو باقاعدہ اصولِ حدیث (علمِ حدیث کے معروف ضابطے) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے اپنے سابق موقف سے رُجوع (واپسی یا تبدیلیِ رائے) کر لیا ہے۔ اِس حدیث سے بھی علما نے صدیقہ رضیَ اللہُ عنہا کا رُجوع ثابت کیا ہے۔

سید محمود آلوسی: صاحب روح المعانی پر بھی منکرین کو اعتماد ہے وہ فرماتے ہیں:

قَالَ العَلَّامَةُ الأَلُوسِيُّ البَغْدَادِيُّ رَحِمَهُ اللهُ:وَالحَقُّ أَنَّ المَوْتَى يَسْمَعُونَ فِي الجُمْلَةِ.. (116) (فتح الملہم، جلد دوم، ص ۴۷۸)

ابنِ کثیر کی مانو: حق یہ ہے کہ مردے یقیناً سنتے ہیں اور اُسکی حقیقت کو اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔ منکرین کو ابن کثیر پر بڑا اعتماد ہے اس ابن کثیر نے بھی حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کو صحیح فرمایا ہے کیونکہ اسکی تائید دیگر شواہد کثیر سے ہوئی ہے۔

---

113) فتح الباری، کتاب الجنائز، بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، 234/3، دار المعرفة۔بیروت، 1379ھ

114) فتح الباری، کتاب المغازی، بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ، 303/7، دار المعرفة۔بیروت، 1379ھ

115) کتاب الروح بحوالة کتاب القبور، الْمَسْأَلَة الأولى وَهِي هَل تعرف الْأَمْوَات زِيَارَة الْأَحْيَاء وسلامهم أم لَا قَالَ، ص 12، دار الکتب العلمیة۔بیروت

116) روح المعانی، تفسیر سورۃ الروم، تحت الآیۃ:53، 57/11، دار الکتب العلمیة۔بیروت، الطبعة الاولیٰ 1415ھ

"وَالصَّحِيحُ عِندَ العُلَمَاءِ رِوَايَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، لِمَا لَهَا مِنَ الشَّوَاهِدِ عَلَى صِحَّتِهَا مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ."[117] (تفسیر ابن کثیر، ص ۴۳۸)

مردے جانتے ہیں: حُجرۂ مقدسہ میں حضرت عمر رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کے دفن ہونے سے پہلے، حضرت صدیقہ (حضرت عائشہ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہا) کا یہ معمول تھا کہ جب زیارت (حاضری) کے لیے حاضر ہوتیں، تو اوڑھنی (چادر) کا زیادہ اہتمام نہ کرتیں۔ فرماتیں: "یہاں ایک میرے سرتاج (شوہر) ہیں اور دوسرے میرے والدِ محترم، مجھے پردہ (چھپاؤ) کی ضرورت نہیں۔" لیکن حضرت فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کے وہاں دفن ہونے کے بعد، جب سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوتیں، تو بڑے اہتمام سے سر کو اوڑھنی سے ڈھانپ کر حاضر ہوتیں۔

اجماعِ اُمت: ابنِ کثیر نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں اِس آیت کی توضیح کرتے ہوئے تحریر کیا کہ

"وَالسَّلَفُ مُجْمِعُونَ عَلَى هَذَا، وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ عَنْهُمْ بِأَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ زِيَارَةَ الْحَيِّ لَهُ، وَيَسْتَبْشِرُ بِهَا."[118]

یعنی سلفِ صالحین کا اس بات پر اجماع ہے اور متواتر روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ میت اپنے زیارت کرنے والے کو پہچانتی ہے۔ اور اس سے خوش ہوتی ہے۔

فائدہ۔ ابنِ کثیر نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں کئی دیگر مسائل بھی شرح بسط سے بیان کیے ہیں، جن کا مطالعہ حق کی جستجو (تلاش) کرنے والوں کے لیے بہت مفید ہے۔

اثبات: "إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ الخ" (المؤمن:81) آیتِ کریمہ کے اِس جملہ نے یہ بات واضح کر دی کہ یہاں موتیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہیں اور الصم (بہرے) سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل کے کان حق بات سننے سے بہرے ہو چکے ہیں اور العمی (اندھے) سے وہ لوگ مراد ہیں جنکے دلوں کی آنکھیں نورِ حق دیکھنے سے اندھی ہو چکی ہیں۔ اور سماع سے مراد فقط سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جو سود مند اور نفع بخش ہو۔ چنانچہ علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أي: قد بُيِّنَتِ الحججُ يا محمدُ (صلى الله عليه وسلم) ، ولكنَّهم لِاعتيادِهم تقليدَ أسلافِهم في الكفرِ، ماتتْ عقولُهم، وعَمِيَتْ بصائرُهم، فلا يتهيَّأُ لك إسماعُهم سماعَ هُدىً وانتفاعٍ، ولا هدايتُهم. وهذا فيه ردٌّ على القَدَرِيَّةِ. (القرطبي)

یعنی اے محبوب! ﷺ آپ نے حق کو دلائل کے ساتھ واضح کر دیا ہے لیکن وہ اپنے گمراہ اور مشرک آباؤاجداد کی اندھی تقلید میں اتنے مگن ہیں کہ ان کی عقلیں مر چکی ہیں، ان کی بصیرت اندھی ہو گئی ہے پس آپ نہ ان کو سنا سکتے ہیں اور نہ ہدایت دے سکتے ہیں، اِن آیات سے قدریہ کی تردید ہوتی ہے۔[119]

خلاصۃ البحث: سماعِ موتیٰ پر علماء کرام کا اجماع و اتفاق ہے، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے اجماع سے علیحدہ ہوا وہ جہنم میں گیا۔ (مشکواۃ)

---

117)تفسير ابن كثير ،تفسير سورة الروم ،تحت الآية:325/6.52،دار الطيبة للنشر و التوزيع ،الطبعة الثانية 1420ھ

118)تفسير ابن كثير ،تفسير سورة الروم ،تحت الآية:325/6.52،دار الطيبة للنشر و التوزيع ،الطبعة الثانية 1420ھ

119)تفسير القرطبی،تفسير سورة الروم ،تحت الآية:325/6.53،دار الكتب المصرية-القاهرة ،الطبعة الثانية 1384ھ

آیات میں اِسماع (سنانے) کی نفی ہے نہ کہ سننے کی کیونکہ سنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، دنیا ہو یا برزخ ہم دنیا میں یہ دعوی نہیں کر سکتے کہ ہم از خود سنتے ہیں بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالے کے سنانے پر ہم سنتے ہیں۔

علاوہ ازیں الموتی سے کفار اور اِسماع سے ہدایت پر لانا مراد ادب اور کفار کو قرآن و اسلام سے نفع یابی کے محرومی کی وجہ سے مردہ کہا گیا ہے جیسے انہیں "صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ" (بہرے، گونگے، اندھے) کہا گیا ہے حالانکہ اُن کے کان، زبان، آنکھیں سب کچھ تھا، تو اسی وجہ سے کہ انہوں نے قرآن و اسلام سے نفع حاصل نہیں کیا۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ عرب کے عادات میں بلکہ ہر اہل لسان کی عادت ہے کہ کسی شے کو کسی سے معمولی سی مشابہت سے استعارہ و مجاز استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی یہی بات ہے کہ مردے چونکہ دنیوی منافع کے حُصول سے گئے اور نہ ہی انہیں دنیوی سے تعلق ہے اسی عدمِ نفع کی مشابہت سے کفار کو مردے کہا گیا، اسی مناسبت سے انہیں بہرہ گونگا۔ اندھا کہا گیا۔ اہلسنت اور معتزلہ عرصہ تک اس مسئلہ میں بر سر پیکار رہے ۔

معتزلہ سرے سے عالمِ برزخ کے منکر تھے اِسی لیے وہ عالمِ برزخ کے جملہ متعلقات کے منکر ہو گئے، دور حاضرہ میں اکثر فرقے بالخصوص نیچری۔ پرویزی مرزائی، وہابی، دیوبندی انکی چال چلنا چاہتے ہیں۔ لیکن بفضلہ تعالی جس طرح اسلاف صالحین، قدمائے اہلسنت نے معتزلہ کی ایسی سرکوبی فرمائی کہ آج ان کا نام و نشان تک نہیں۔ اِسی طرح اُن کے وارثین اہلسنّت موجودہ دور میں معتزلہ کے وارثین کی حتی الامکان سرکوبی کر رہے ہیں۔ انکار سماع موتی معتزلہ کے اصول میں سے ایک ہے۔ اس پر سابقہ دور میں شرح الصدور للسیوطی اور تذکرۃ القرطبی۔ پھر تذکرۃ المقبور از قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور منکرین سماع موتیٰ کے امام ابن القیم کی کتاب الروح بہترین تصانیف ہیں۔ اُن سب کی جامع تصنیف "حیاۃ الموات" المعروف " روحوں کی دنیا۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت، شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ ہے۔ ہر طرح سے سماع موتی کے ابحاث کے علاوہ دیگر بے شمار مسائل کو مدلّل بیان فرمایا گیا ہے۔ اِن کے فیض سے فقیر اویسی غفرلہ نے بھی "سماع موتی" نامی کتاب لکھی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

بِجَاهِ حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ،

هَذَا آخِرُ مَا رَقَمَهُ قَلَمُ الْفَقِيرِ الْقَادِرِيِّ

ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان